نمبر۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۶ فروری ۱۹۰۸ء مطابق ۳ محرم ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۲

لنگر خانہ کی ضروریات

لنگر خانہ کی ضروریات کسی حال میں قوم کی نظر سے باہر نہیں رہنی چاہئیں۔ خدا تعالےٰ کے قایم کردہ سلسلہ کی شاخہائے اشاعت میں لنگر خانہ کی شاخ ایک اہم شاخ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے متعلق خود یہ تحریر فرمایا ہے کہ

تیسری شاخ اس کارخانہ کی واردین اور صادرین اور حق کی تلاش کے لئے سفر کرنے والے اور دیگر اغراض متفرقہ سے آنے والے ہیں جو اس آسمانی کارخانہ کی خبر پاکر اپنی اپنی نیتوں کی تحریک سے ملاقات کے لئے آتے رہتے ہیں پھر اس سلسلہ کے مفاد پر حضور نے فرمایا ہے کہ اس میں کچھ شک نہیں کہ زبانی تقریریں جو سائلین کے سوالات کے جوابات میں کی گئیں یا کی جاتی ہیں یا اپنی طرف سے محل اور موقعہ کے مناسب کچھ بیان کیا جاتا ہے یہ طریق بعض صورتوں میں تالیفات کی نسبت نہایت مفید اور موثر اور جلد تر دلوں میں بیٹھنے والا ثابت ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ تمام نبی اس طریق کو ملحوظ رکھتے رہے ہیں اور بجز خدا تعالےٰ کے کلام کے جو خاص طور پر بلکہ قلمبند ہوکر شایع کیا گیا باقی جسقدر مقالات انبیاء ہیں وہ اپنے اپنے محل پر تقریروں کی طرح پھیلتے رہے

پھر حضرت نے فرمایا کہ یہ عاجز اس سلسلہ کے قایم رکھنے کے لئے مامور کیا گیا ہے اور چاہتا ہے کہ صحبت میں رہنے والوں کا سلسلہ اور بھی زیادہ وسعت سے بڑھا دیا جاوے

غرض

حضرت مسیح موعودؑ نے یہ شاخ دور سلسلہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوکر قایم کیا ہے اور اس سلسلہ میں دن بدن ترقی کا ہونا ایک زبردست نشان ہے جو آپ پر بطور پیشگوئی ایسے وقت میں وحی ہوا جب کہ آپ کو قادیان سے باہر کوئی جانتا بھی نہ تھا۔

وسع مکانک یاتون من کل فج عمیق اور لاتصعر لخلق اللّٰہ ولاتسئم من الناس کے الہامات کثرت سے آنیوالی مخلوق کی خبر پہلے سے دے چکے ہیں پس یہ سلسلہ بڑھیگا اور ہر روز بڑھ رہا ہے اگرچہ یہ سچ ہے کہ اس کا متکفل بھی وہی رب العالمین ہے مگر مبارک ہونگے وہ لوگ اور پاک ہونگے وہ اموال جو اس راہ میں خرچ کرنے کے لئے طیار ہونگے اور حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ سے خرچ ہونگے۔

قحط سالی کیوجہ سے اخراجات کا بڑھ جانا یقینی امر ہے اور اس کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعودؑ جو تحریری خدمت اسلام کی کر رہے ہیں یعنے تالیفات اور تصنیفات کا سلسلہ شروع ہے اس نے بھی اخراجات کو بڑھا دیا ہے۔ ایسی حالت اور صورت میں ضرورت ہے اس امر کی کہ بہت جلد قوم توجہ کرے اور حضرت اقدسؑ کے راہ میں ان افکار کو آنے نہ دے آجکل تالیفات کے صیغہ میں ہی دو سو روپیہ ماہوار سے زاید کا خرچ بڑھ رہا ہے۔ احمدی انجمنیں توجہ کریں۔ اور جسقدر جلد ممکن ہو معقول روپیہ ان اغراض سلسلہ میں بھیجا جاوے۔ ورنہ خدا تعالےٰ کے کام تو ہوکر رہیں گے۔ افسوس ہوگا ان پر جنہوں نے وقت پایا اور خرچ کی توفیق نہ پائی۔

یاد رہے کہ لنگر خانہ اور حضرت اقدسؑ کی تصنیفات کے سلسلہ میں کل رقوم

براہِ راست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام آنی چاہئیں۔

مکتوبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان

ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک صحیفہ گرامی درج کیا جاتا ہے۔ جو سولہ سال سے زیادہ کا عرصہ کا لکھا ہوا ہے اس کو مطالعہ سے پڑھنے والوں کا ایمان تازہ ہوگا۔

ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

مشفقی محبی اخویم مرزا خدا بخش صاحب سلمہ اللہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

آپ کا عنایت نامہ پہنچا جو کچھ آپ نے بطور ہمدردی دین تحریر فرمایا ہے۔ وہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے لئے موجب ثواب واجر ہے۔ ہر ایک شخص جو اصلاح خلق اللہ کے لئے مامور من اللہ ہو۔ وہ طبعاً اور فطرتاً اپنے اندر یہ جوش رکھتا ہے۔ کہ ہر دم اور ہر وقت خدا تعالےٰ سے خواستگار ہو کہ جو لوگ اس کے دامن کے ساتھ وابستہ ہو گئے ہیں۔ اور سچے دل سے اس کے سلسلہ بیعت میں داخل ہو چکے ہیں۔ ان کی اندرونی غلاظتیں اور دلی ظلمتیں دور ہو جائیں۔ لیکن نور سے ظلمت کی طرف اور ضلالت سے ہدایت کی طرف کھینچنا یہ خاص خدا تعالےٰ کا فضل ہے۔ اور بشر کی طاقت نہیں کہ خود بخود کسی مردہ دل کو زندہ کر سکے جب تک بالائی طاقت اس کو زندگی نہ بخشے۔ اکثر لوگ خدا تعالےٰ کے بھیجے ہوئے بندوں کو بارے میں یہ معیار اور محک بنانا چاہتے ہیں۔ کہ ان کی متبعین کی حالت کو دیکھیں کہ کہاں تک وہ محبت اور اطاعت الٰہی میں ترقی کر گئے ہیں۔ اور اگر ایسے خدا رسیدہ متبعین پاویں تو بلا توقف یہ فیصلہ کرنے کو تیار ہوتے ہیں۔ کہ وہ شخص متبوع برکات روحانیہ سے خالی ہے۔ حالانکہ یہ ان کی پرلے درجے کی غلطی ہے۔ وہ بوجہ اپنی بے بصیرتی کے ایسا خیال کر بیٹھتے ہیں۔ کہ گویا نورانی اشخاص کے لئے یہ امر لازم غیر منفک ہے۔ کہ ان کا نور خواہ نخواہ ہر ایک طبع اور استعداد میں سرایت کرے۔ حالانکہ یہ خیال سراسر غلط ہے جسمانی طور پر بھی اگر دیکھا جاوے تو جس قدر منور اجرام آسمان کی فضا میں پائے جاتے ہیں۔

وہ ہر ایک آنکھ کو روشنی نہیں بخش سکتی جب تک کہ آنکھ میں فطرتی طور پر روشنی قبول کرنے کا مادہ نہ ہو مثلاً شپرک یا اور تمام ایسے لوگوں کو جو آنکھ کے اندھے ہوں آفتاب کے وجود پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ یہ بات سچ ہے۔ کہ نورانی لوگوں کی صداقت اور راستبازی اسی بات پر منحصر ہے کہ ان کے نور سے عموماً تاریک خیال لوگ منور ہو جائیں۔ تو پھر بعض انبیاء پر اعتراض وارد ہوتا ہے۔ جن کے فیض صحبت سے بہت کم لوگ ہدایت یاب ہوئے ہیں۔ بلکہ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ بہت سے نبی ایسے بھی گذرے ہیں کہ جن کے ہاتھ سے ایک شخص بھی ہدایت یاب نہیں ہوا۔ اللہ جلشانہٗ نے حضرت لوط علیہ السلام کا قصہ بھی یہی نمونہ دکھلانے کے لئے قرآن کریم میں درج فرمایا ہے۔ کہ باوجودیکہ حضرت لوط سچے نبی اور موید بتائید الٰہی تھے۔ مگر تب بھی ان کی قوت قدسیہ کا ایک ذرہ اثر ان کی قوم پر نہ پڑا۔ بلکہ سخت اور نہایت مکروہ اور ناگفتنی فواحش میں وہ مبتلا رہے اور اسی میں جانیں دیں یہاں تک کہ حضرت لوط کی بیوی بھی باوجود اس کے کہ ایسے پاک باطن اور مقدس رسول سے اس کا ایک خاص تعلق تھا معصیت اور نافرمانی سے بچ نہ سکی۔ اسی کے قریب قریب حضرت نوح علیہ السلام کا حال ہے جو نو سو برس تک برابر دعوت حق کرتے رہے مگر بجز معدودے چند اور تمام لوگ حتٰی کہ ان کا ایک بیٹا بھی عذاب طوفان میں مبتلا ہو کر داخل جہنم ہوئے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب اور صحبت یافتہ لوگوں کا حال دیکھنا چاہیے کہ قرآن کریم میں کسقدر ان کے فسق و فجور اور معاصی اور نافرمانیاں بیان کی گئی ہیں یہاں تک کہ وہ باوجود ایک رسول کے صحبت یاب ہونے کے ہر ایک زمانہ کے بدمعاشوں اور اوباشوں کا ننگ معلوم ہوتے ہیں اور پھر حضرت مسیح کے حواری جن کے مثیل ہونے کے لئے یہ عاجز مامور کیا گیا ہے۔ غور کرنے کی جگہ ہے انجیلوں سے یہ ایک تاریخی ثبوت ملتا ہے کہ حضرت عیسیٰ پر ان کی کل زمانہ رسالت میں بیاسی آدمی ایمان لا کر ان کے خاص دوستوں اور مصاحبوں اور دن رات کے رفیقوں میں داخل ہوئے تھے۔ ازانجملہ ستر آدمی ایک ابتلا کے وقت ان کی بیعت ——— اور اطاعت سے دست بردار ہو کر اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے اور پھر مدت العمر بداعتقادی کے ساتھ انہوں نے عمر بسر کی باقی رہے بارہ حواری ان کا یہ انجام ہوا۔ کہ ایک ان میں سے یہودا اسکریوطی نام جسکو بہشت کے بارھویں تخت کا وعدہ بھی دیا گیا تھا۔ یہودیوں کے مولویوں فقیہوں سے تیس ۳۰ روپیہ رشوت لیکر اس جرم کا مرتکب ہوا۔ کہ اپنے آقا اور رسول کو ان کے ہاتھ میں پکڑوا دیا۔ اور آخر بے ایمان ہو کر مرا۔ اور ازانجملہ ایک حواری میاں پطرس جس کی نسبت حضرت مسیح کی یہ پیشگوئی تھی کہ پطرس ایسا مقرب الٰہی آدمی ہے کہ جسکی ہاتھ میں بہشت کی کنجیاں ہیں جسکے لئے چاہے بہشت کے دروازے کھولدے اور جسپر چاہے دروازہ بند کر دے لیکن اس کا حال انجیل میں لکھا ہے۔ وہ بھی یہودا اسکریوطی کے حال سے کچھ کم نہیں بلکہ اگر سوچ کر دیکھو تو زیادہ ہے۔ کیونکہ یہودا نے گو رشوت تو لی۔ مگر زبان سے انکار نہ کیا۔ مگر اس شخص نے تین مرتبہ زبان سے انکار کیا۔ بلکہ تیسری دفعہ حضرت مسیح کی طرف جو سامنے کھڑے تھے اشارہ کر کے بلند آواز سے کہا۔ کہ میں اس شخص پر لعنت بھیجتا ہوں اور باقی دس حواری جو تھے۔ وہ خوف کے مارے ایسے بھاگے اور ان کو اس بات کی ذرا پرواہ نہ رہی کہ ہمارا مقتدا اور رسول گرفتار کیا گیا ہے۔ ہمیں اگر زیادہ نہیں تو دو تین منٹ ہی صبر کرنا چاہیے۔ اب دیکھنا چاہیے کہ حضرت مسیح کے ہدایات کی کیا تاثیر ہوئی تھی۔ اگرچہ یہ بات تو تاریخی طور پر مسلم اور انجیل سے بھی ثابت ہے۔ کہ یہودیوں کے مولویوں اور فقیہوں اور عالموں فاضلوں میں ایک شخص بھی حضرت مسیح پر ایمان نہیں لایا تھا۔ صرف یہود کی ان پڑھ اور امی اور ناخواندہ چھوٹے ایمان لائے تھے لیکن افسوس کا مقام تو یہ ہے۔ کہ وہ بھی اپنے ایمان پر ثابت قدم اور مستقیم نہ نکلے اور قابل شرم سوانح چھوڑ گئے پھر کیا ہم ان سوانح پر نظر ڈال کر حضرت مسیح یا کسی دوسرے کو برکات روحانیہ سے نعوذ باللہ خالی سمجھ سکتے ہیں۔ ماسوا اس کے ہمارے سید و مولا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح پر نظر ڈالنی چاہیئے۔ کہ مکہ کے تیرہ برس میں کس قدر لوگ مشرف باسلام ہو گئے تھے۔ اگرچہ جہاد اور جنگ کے زمانہ میں تو اسقدر لوگ حلقہ اسلام میں داخل ہوئے جن کا شمار کرنا مشکل ہے سو اکثر ان میں وہی تھے۔ جو اسلام کا غلبہ دیکھ کر اور سیف و سنان کی چمکار ملاحظہ کر کے مشرف باسلام ہوئے تھے۔ اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ تزکیہ نفس اور دیگر کمالات باطنی میں سب سے زیادہ ترقی کر گئے تھے۔ لیکن وہ ترقی یکدفعہ اور دو ور بیٹھے نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ وہ لوگ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بصدق و وفاداری تمام سر آستانہ نبوی پر جا بیٹھے تھے۔ اور بقیہ حصہ اپنی عمر کا خرچ کر کے اور اپنے مال اور اپنی جان اور اپنی عزت اسی راہ میں فدا کر کے اس بات کے مستحق ٹھہر گئے تھے۔ کہ خدا تعالےٰ کا فضل ان پر خاص ہو ایسا ہی جاننا چاہیئے کہ جب تک کوئی سچے دل اور سچی وفاداری سے فضل الٰہی کا طالب نہیں ہوتا تب تک اس کو کسی رسول سے فائدہ نہیں پہنچتا۔ دیکھنا چاہیئے۔ کہ ابو جہل اور ابولہب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقارب قریبہ میں سے تھے۔ جن کی وجود میں آنحضرت کی جدی خون کی شراکت تھی۔ لیکن پھر باوجود بجد تبلیغ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کو نور رسالت سے ایک ذرہ بھی روشنی نہ پہنچی بلکہ ان پر بحکم آیت کریمہ فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا۔ اور بھی حجاب پر حجاب پڑ گئے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے نہ ہوتے تو یہ یقینی امر ہے کہ ابوجہل وغیرہ کفرہ فجرہ اس انتہائی درجہ کی شرارت

تک ترقی نہ کرتے جو ترقی کر گئے۔ کہ واصلان آلہی جب ظہور فرماتے ہین۔ تو ایک ذرہ توجہ کرکے یا ایک تہوڑی سی پہونک مار کر تاریک فطرت کے آدمی کو خاک سے افلاک تک پہنچا دیتے ہین۔ سراسر ایک غلط خیال اور فاش غلطی ہے جب کہ حق بات یہ ہے۔ کہ جو ازل سے بلائے گئے ہین۔ وہی دعوت حق قبول کرتے اور وہی فیض سماوی سے مستفیض ہوتے ہین۔

حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب ز روم
زخاک مکہ ابوجہل این چہ بوالعجبی ست

اور یہ جو آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ سید احمد صاحب کی تاثیرات باطنی عام طور پر لوگون کے دلوں پر اثر کر گئے ہین اور بڑے بڑے مشاہیر علماء ان کے حلقہ اطاعت مین آگئے تھے یہ تقریر از قبیل خطابیات ہے جس کے اثبات کے لئے کوئی سند صحیح یا حجت قطعی کسی کے ہاتھ مین نہین اصل بات یہ ہے کہ جب بعض اکابر و مشائخ دنیا سے گذر جاتے ہین۔ تو پیچھے سے ان کے سوانح اور لایف لکھنے والے بہت سی حواشی اپنی طرف سے ملا کر اور ان کے حالات کو ایک اعجوبہ کیطرح بنا کر لکھتے ہین۔ تا وہ تصویر جو اپنے خیالات کے دخل سے وہ لوگ کہینچتے ہین۔ لوگون کو دلکش معلوم ہو۔ ورنہ صاف ظاہر ہے کہ وقت کے مولوی اور فقیہہ کبہی کسی نبی اور رسول پر بہی ایمان نہین لائے حضرت مسیح پر بہی ایمان نہین لائے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہی ایمان نہین لائے! امام حسین رضی اللہ عنہ نے ایسے لوگون کے ہاتھ سے بہت تکلیفین اٹھائین۔ سید عبد القادر گیلانی رضی اللہ عنہ پر سولہ سو مولویون نے کفر کا فتویٰ لکھا اور امام غزالی صاحب کے زمانہ مین مولویون نے انہین کافر ٹہرایا سید الطائفہ حضرت بایزید بسطامی صاحب ستر دفعہ کافر ٹہرا کر بسطام سے نکالے گئے مجدد الف ثانی صاحب پر مولوی عبد الحق صاحب دہلوی نے کفر کا فتویٰ لکھا اور ہندوستان کے تمام مشاہیر علماء کے اسپر مہرین لگوائین اور اسپر بہی بس نہ کی بلکہ شاہ وقت کو افروختہ کرکے گرفتار کرایا اور زدو کوب ہوئے اور گوالیار کے قلعہ مین ایک مدت تک قید رہے ان تمام واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ سچے اور راستباز لوگ اپنے وقت کے مولویونسے دکہہ اُٹہاتے رہے ہین۔ غور کرکے دیکھنا چاہیے کہ سید عبد القادر صاحب کی آج کل کیسی عظمت لوگون کے دلون مین ہے۔ لیکن اس زمانہ مین جب مولویون نے انہین کافر ٹہرایا تو برابر دو سو برس تک کسی نے ان کا نام نہین لیا۔ الا ماشاء اللہ پہر بعد اس کے عبد اللہ یافعی پیدا ہوئے تو انہون نے سن سُنا کر ان کے حالات اور خوارق لکھے اور ایک یہ امر بہی یاد رکہنے کے لایق ہے۔ کہ جب کوئی ایسا زاہد و عابد خلق اللہ کو اپنی طرف بلاتا ہے جسکو بجز خاموشی و گوشہ گزینی کے اور ذکر الٰہی کے اور کوئی خدمت منجانب اللہ سپرد نہین ہوتی۔ اس کی محبت جلد تر دلون مین بیٹھ جاتی ہے اور اس کے بارے مین لوگون کو کوئی ابتلا پیش نہین آتا۔ لیکن جب کوئی ایسا مامور من اللہ ظاہر ہوتا ہے جس کا منصب اور فرض یہ ہو کہ وہ اصلاح خلق اللہ کرے اور علما اور فقرا کی غلطیان انپر کہولے اور ایسی ایسی تصفیہ طلب امور کا فیصلہ کرے جنسے بڑی بڑی جہگڑے برپا ہو جائین تو ایسے شخص کے ظہور کیوقت یہ امر ضروری ہوتا ہے کہ علماء فضلا اس کے دشمن جانی بن جائین۔ مثلاً دیکھنا چاہیے کہ جس قدر یہودیون اور عیسائیون کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذاتی عداوت و عناد ہے۔ وہ سکہون کے بابا نانک سے ہرگز نہین اس کی کیا وجہ ہے یہی تو ہے۔ کہ بابا نانک خواہ کیسا ہی ہے - - - - - - - - مگر اس کو یہود و نصاریٰ کی غلطیون کی اصلاح سے کچہہ تعلق و واسطہ نہ تہا اور بجز خاموشی و گوشہ گزینی کے اور کوئی اس کا کام نہ تہا۔ مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کام کے لئے آئے کہ تا اصلاح خلق اللہ کرین اور جو جو غلطیان لوگون نے اپنے راہون مین ڈال رکہی ہین۔ ان کو ان سے متنبہ کرین سو بلاشبہ یہ طریق ایسا ہی ہے۔ جس سے نفسانی آدمی ایسے مصلح کو اپنا دشمن سمجھ لیتے ہین اور تاریکی سے پیار کرنے والے ہرگز نہین چاہتے۔ کہ نور کی اشاعت ہو۔ غرض اس وجہ سے جو لوگ اصلاح خلق اللہ کے لئے مامور ہو کر آتے ہین۔ پہلے دشمن ان کے ہر ایک گروہ کے مولوی اور فقیہہ ہی ہوتے ہین۔ ورنہ گوشہ گزین زاہدون عابدون سے خواہ وہ ربانی ہون یا صرف مزور ہون مولویون کو کچہہ غرض و واسطہ نہین ہوتا۔ بلکہ ان کی طرف رجوع کر لیتے ہین ہمارے دیکھنے کی بات ہے کہ ہمارے اس ضلع مین ایک موضع رتر چہتر نام یا مکان شریف کے اسم سے موسوم ہے اس مین ایک صاحب امام علی شاہ نام رہا کرتے تھے مجھے معلوم ہے کہ کئی ہزار ان کے مرید تھے اور بہت سے مولوی اُن کے سلسلہ بیعت مین داخل اور اس قدر اخلاق مندوہ مولوی تھے۔ کہ مزدورون کی طرح کسی عمارت کے وقت مٹی کی ٹوکریان اپنے سر پر اٹہاتے تھے اور نہایت خسیسہ خدمت کے کام کرتے تھے۔ لیکن باوجود اس کے جب دیکھا گیا تو معلوم ہوا۔ کہ ان کا وہ تمام مجمع اس سچی روشنی سے خالی و بے بہرہ تہا جسکو حقیقت اسلام کہہ سکتے ہین۔ اگر وہ شاہ صاحب پوری راستبازی کے ساتھ اصلاح خلق اللہ کیطرف متوجہ ہوتے تو یہ سب مولوی جو خدمتگارون کی طرح ان کے آگے حاضر رہتے تھے کافر کہکر بہاگ جاتے غرض مولویون کا مجمع کسی کے گرد رہنا اس کے حقانی ہونے کی نشانی نہین ہے بلکہ حقانی آدمی ضرور اپنے زمانے کے لوگونسے دکہہ اُٹہاتا ہے اگرچہ حقانی آدمی اپنے اندر تاثیرات قدسیہ رکہتا ہے۔

لیکن ان تاثیرات سے وہی لوگ متاثر اور فیض یاب ہوتے ہین۔ جو صدق اور وفا سے سچائی کی راہ ڈہونڈتے ہین۔ خدا تعالیٰ کا قدیم سے یہی قانون قدرت ہے کہ اس کو ڈہونڈنے والے ہی پاتے ہین مثلاً ایک شہر کے قریب ایک چشمہ شیرین اور نہایت صافی اور خوشگوار موجود ہے اور بہت سے پیاسے اس چشمہ سے دور رہ کر ہر وقت اس چشمہ کو کوستے اور گالیان دیتے ہین کہ یہ چشمہ کیون ہمارے منہ تک نہین آجاتا اور ہماری پیاس نہین بوجہاتا۔ تو یہ گالیان ان کی سراسر نادانی اور کوتاہ فہمی کے راہ سے ہین اگر وہ اس چشمہ کے سچے طالب ہوتے تو افتان و خیزان اس چشمہ تک آپہنچتے اور منہ اس کے کنارے پر رکہتے تب بلاشبہ سیراب ہو جاتے۔ مگر اب اس چشمہ کا کیا گناہ اور کیا قصور ہے ایک شخص اس کے نزدیک نہین اور اپنے منہ کو اس کے آب شفاف تک نہین پہنچاتا اور دور بیٹھے اس کی شکایت کرتا ہے سو جاننا چاہیے۔ کہ یہی مثال چشمہ حقانی آدمیونکے متعلق ہے ایک شخص جو اپنے ایک با خدا مرشد کی منشاء کے موافق اس کے سلسلہ ارادت مین داخل نہین ہوتا اور پوری پوری اس کی محبت اور وفاداری اپنے اندر نہین رکہتا اور اس کے ہدایتون کے موافق پورے جوش سے عمل نہین کرتا اور اس کی دولت صحبت کو جیفہ دنیا پر مقدم قرار نہین دیتا اور پہر وہ اپنے اس شیخکی شکایت کرتا ہے کہ اس کے انوار فیض سے مین مستفیض نہین ہوا اور اپنے اس محرومی کو اسبات کی دلیل ٹہراتا ہے کہ اس کا شیخ افاضہ باطنی مین کمزور ہے یہ کس قسم کی کج فہمی ہے۔ کیا کوئی بیمار بغیر طبیعت کے پوری اطاعت اور پورے طور پر اسکی اطاعت مین محو ہو جانے کے بغیر کوئی فائدہ اسکی دوا سے حاصل کر سکتا ہے آفتاب اگرچہ کیسا ہی روشن اور بڑی تیز شعاعونکے ساتھ نکلتا ہے لیکن اگر اپنے کوٹہری کے دروازے آفتاب کی طرف سے بند کر دیوے تو کیا اسکی روشنی اسپر پڑ سکتی ہے ہرگز نہین بلکہ روشنی کے طالب کے لئے یہی قانون قدرت ہے۔ کہ آفتاب کی طرف کواڑ پورے طور پر کہول دیوے تا آفتاب کی کہلی کہلی کرنین اسپر پڑین۔ غرض فیض حاصل کرنے کے لئے یہی ایک قدیم قاعدہ چلا آتا ہے۔ کہ طالب فیض اپنے تئین فیض قبول کرنے کے لئے ایسے صاف اور بے حجاب طور سے پیش کرے کہ کوئی مانع اور سد راہ درمیان مین نہ ہو۔ ورنہ اللہ جلشانہ بے نیاز ہے۔ کسی کی پرواہ نہین ہے اور خوارق کے بارے مین جو آپ نے لکہا ہے۔ مین آپ کو یقین دلاتا ہون کہ اکثر لوگ یہی طرز اور طریق اختیار کرتے آئے ہین کہ مشائخ گذشتہ کے گذرنے اور فوت ہونے کے بعد ہزار ہا کرامات کے انبار ان کی طرف منسوب کئے جاتے ہین یا اپنے سلسلہ کو رونق دیوین اور قواعد تحقیق و اثبات کے شکنجہ پر چڑہا کر ان کی ان دعاوی کو پرکہا جاوے تو شاید دس ہزار کرامات مین سے کوئی ایک سچی نکلے باقی خیر خواہ مریدونکے حواشی ہی ہون۔ دنیا مین دیانت و امانت

حضرت مولوی محمد علی صاحب کا خط قوم کے نام

ذیل میں حضرت مولوی محمد علی صاحب کا ایک خط درج کیا جاتا ہے اس خط کے لکھنے کے لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی قائمقام ہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنے ہاتھ سے قائم کی ہوئی مجلس معتمدین نے بالاتفاق یہ تجویز کی ہے کہ وہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی عمارت کیلئے قوم میں تحریک کریں حضرت مولوی محمد علی صاحب کا ایثار اور خدمت سلسلہ کے لئے سچی قربانی ایسے امور ہیں کہ ان کی طرف سے جو کوئی بھی تحریک ہو وہ نہایت قدر اور عزت کی نظر سے دیکھی جاوے اور میں بڑی خوشی سے ظاہر کرتا ہوں کہ قوم نے ہمیشہ حضرت مولوی صاحب کی تحریکوں پر انشراح صدر سے لبیک کہا ہے۔ اس لحاظ سے اس تحریک کی کامیابی میں خدا کے فضل سے مجھے پورا یقین ہے علاوہ بریں جبکہ مولوی محمد علی صاحب نے مجلس معتمدین کی طرف سے مامور ہو کر یہ تحریک کی ہے تو کوئی شبہ نہیں رہ جاتا کہ اسے کامیابی نہ ہو حضرت مولوی صاحب نے جس طریق پر حقایق کو مدنظر رکھکر اس تحریک کو پیش کیا ہے اس پر کچھ بھی اضافہ کرنے کی مجھے حاجت نہیں ہے یہ چٹھی احمدی انجمنوں کے نام الگ جائیگی مگر اس خیال سے کہ عام طور پر افراد سلسلہ کو اس سے آگاہی ہو اس کو الحکم میں چھاپ دیا جاتا ہے۔

ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرم بندہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مدرسہ کی عمارت کے لئے ۱۹۰۶ء کے جلسہ سالانہ میں اور پھر ۱۹۰۷ء کے سالانہ جلسہ میں تحریک کی گئی تھی مگر اثنائے سال گذشتہ میں کوئی تحریک منجانب منتظمین بعض وجوہات کے سبب سے نہیں ہو سکی جن میں سے ایک وجہ یہ بھی تھی کہ تعمیر مسجد کا کام مقدم تھا۔ جو احباب گذشتہ جلسہ میں کانفرنس انجمنہائے احمدیہ میں تشریف رکھتے تھے اُن پر بڑی وضاحت کے ساتھ یہ ضرورت ظاہر کی گئی تھی کہ اب عمارت مدرسہ کا جلدی باہر شروع ہو جانا ازبس ضروری ہے چنانچہ سب احباب نے اس ضرورت کو محسوس کیا تھا۔ چونکہ بہت سی احمدی انجمنوں کے پریزیڈنٹ و سکرٹری صاحبان اس کانفرنس میں شامل تھے لہٰذا ان وجوہات کے اس جگہ اعادہ کی ضرورت نہیں۔ مگر اتنا عرض کر دینا میں ضروری سمجھتا ہوں کہ مجلس معتمدین نے انہی وجوہات کی بنا پر اس امر کو ضروری سمجھا ہے کہ عمارت کا کام مارچ میں شروع ہو جانا چاہئے۔ اور مجھے یہ ہدایت کی ہے کہ میں مجلس کی طرف سے جناب کی خدمت میں چندہ کے لئے چند تجاویز پیش کروں۔ اور اسی مجلس کی طرف سے جسکو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے ہاتھ سے ان کاموں کے سرانجام دینے کے لئے مقرر کیا ہے یہ عرض کروں کہ آپ اپنی پوری ہمت اور مستعدی سے ان امور پر خود توجہ کریں اور اپنے احباب کو توجہ دلادیں اور ان تجاویز کو بہت جلد عمل میں لانے کی کوشش کریں۔

بذریعہ بجٹ اخراجات یہ بات جناب کے علم میں آچکی ہے کہ اس سال کے لئے مجلس معتمدین نے پینتیس ہزار (۳۵) روپیہ عمارت مدرسہ اور بورڈنگ ہوس پر خرچ کرنا منظور کیا ہے۔ اور اس قدر میں اب عرض کر دیتا ہوں کہ اس پینتیس ہزار (۳۵) میں سے مجلس کے پاس اس وقت کچھ بھی نہیں ہے۔ بلکہ یہ ساری رقم جمع کرنی ہے اور اس کے لئے مجلس خدا کے فضل پر بھروسہ کرتی ہے اور آپ صاحبان کی ہمت اور دین کے لئے جوش اور سرگرمی کو دیکھکر بہ یقین واثق رکھتی ہے۔ کہ اس رقم کا جمع ہو جانا کچھ بھی مشکل امر نہیں ہے۔ اگر انجمنوں کا پورا انتظام ہو گیا ہوتا اور کل ممبران کے نام باقاعدہ رجسٹر میں آگئے ہوتے تو میں اس وقت ایک پنجاب میں ہی پینتیس ہزار (۳۵۰۰۰) نہیں دو لاکھ کے لئے تحریک کرتا مگر چونکہ ابھی تک یہ انتظام ناقص ہے اس لئے ابھی تک انہی چند احباب تک یہ تجاویز محدود رہینگی جن کا ہمیں علم ہے۔ مگر جہاں تک میرا تجربہ بتاتا ہے ایسے احباب کی تعداد بھی تھوڑی نہیں اور اسی تعداد کو مدنظر رکھکر میں ساری جماعت میں چالیس ہزار روپیہ چندہ کے لئے تحریک کرتا ہوں اور اُن تمام بزرگوں اور دوستوں کی خدمت میں جن کو اس سلسلہ سے تعلق ہے یہ اپیل کرتا ہوں کہ میری ان تجاویز پر پوری توجہ فرماکر اس روپیہ کو اختتام سال سے پہلے پہلے بلکہ ششماہی کے اندر فراہم کر دیں۔

ایسے موقع پر میں اگر یہ تجویز پیش کرتا کہ ہمارے تمام احباب ایک ایک ماہ کی آمد یا تنخواہ اس چندہ میں دیدیں تو نامناسب نہ ہوتا کیونکہ ان اقوام میں بھی جو محض قومیت کیلئے اور دنیوی بہبودیوں اور اغراض کو مدنظر رکھکر بعض کام کرتے ہیں اس قسم کے مطالبات ضرورتوں کے وقت کئے جاتے ہیں اور وہ پورے بھی ہوتے ہیں پس کیوں یہ مطالبہ اس قوم سے نہ کیا جاوے جس نے دین کو دنیا پر مقدم کیا ہے اور جو اپنے مولا کی رضا اور اپنے امام کی خوشنودی کے لئے مال ہی نہیں بلکہ جان بھی قربان کرنیکو تیار ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اکثر حصہ اس جماعت کا جیسا کہ الٰہی سلسلوں میں ہمیشہ سے چلا آیا ہے غربا میں سے ہے۔ اور علاوہ بریں مستقل طور پر جسقدر چندہ خدمت دین کے مختلف پہلوؤں میں ہماری قوم دیتی ہے اس کی نظیر دوسری قوموں میں کم ہے۔ اور چونکہ یہ بھی ضروری ہے کہ مستقل ماہوار چندوں میں کسی قسم کا فرق نہ آوے اس لئے بھی میں اس مطالبہ کو کسی قدر ہلکا کرکے پیش کرتا ہوں۔ میری درخواست جسکو میں آپ صاحبان کی خدمت میں غور کے لئے اور عمل میں لانے کے لئے پیش کرنی چاہتا ہوں یہ ہے کہ جو احباب پچاس روپے ماہوار یا اس سے زیادہ آمد رکھتے ہیں وہ اپنی ماہوار آمد کا نصف اور جو اس سے کم آمد رکھتے ہیں وہ اپنی ماہوار آمد کی ایک تہائی تعمیر مدرسہ کے لئے دیں۔ اور اس رقم کو بھی اس طرح پر ہلکا کیا جا سکتا ہے کہ جو احباب کافی گنجائش یا وسعت نہیں رکھتے وہ اس رقم کو دو دو قسطوں میں یا تین قسطوں میں یا زیادہ سے زیادہ چار قسطوں میں ادا کر دیں۔ اور اس طرح پر اگر پہلی قسط فروری کے اخیر یا مارچ کے شروع میں وصول ہو جائے تو کل روپیہ جون تک یعنے پہلی ششماہی کے اندر اندر وصول ہو سکتا ہے۔ میں نے یہ اندازہ کیا ہے کہ کم از کم بارہ ہزار آدمی ہمارے اس سلسلہ میں کچھ نہ کچھ آمد کی سبیل رکھنے والا اس وقت ایسا ہے جن تک ہماری یہ تحریک پہنچ سکتی ہے۔ اور اگر ان بارہ ہزار آدمیوں کی اوسط آمد دس روپے ماہوار بھی لیجاوے اور یقیناً اس سے کم اوسط نہیں ہو سکتی تو کل آمد کی ایک تہائی چالیس ہزار روپیہ ہوتی ہے اسی بنا پر میں نے چالیس ہزار روپیہ کے لئے یہ تحریک کی ہے۔ گو میں اُمید رکھتا ہوں کہ اگر اس تجویز پر پورا عمل ہو تو اس سے بہت زیادہ روپیہ آسکتا ہے جو سکول نہیں بلکہ ایک کالج کی عمارت اور کالج کے اخراجات کے چلانے کے لئے بھی کافی ہے۔

اس تجویز کے علاوہ میں ایک اور تجویز بھی پیش کرنی چاہتا ہوں جس کی غرض یہ ہے کہ اس وقت جس قدر زیادہ چندہ وصول ہو سکے اسی قدر سہولت اور کم خرچی عمارت کے بنانے میں ہوگی وہ تجویز یہ ہے کہ جو احباب اپنا کچھ روپیہ جمع رکھتے ہیں وہ مدرسہ کی زمین پر اپنے اپنے خرچ سے ایک یا ایک سے زیادہ جیسی استطاعت ہو کمرہ بنوا دیں۔ اور یہ تمام کمرے مدرسہ کے پاس کرایہ پر رہیں پھر جب خدا تعالیٰ اس قدر روپیہ اس فنڈ میں بہم پہنچا دے کہ اصل لاگت ان کمروں کی مالکوں کو واپس دیدی جائے اُس وقت مدرسہ کی ملکیت میں آجاویں۔ اس کے لئے میں اس وقت کوئی صحیح تخمینہ نہیں کر سکتا کہ کس قدر خرچ ایک کمرہ پر ہو گا مگر غالباً چھوٹے کمروں پر فی کمرہ بارہ سو (۱۲۰۰) روپیہ اور بڑے کمروں پر فی کمرہ دو ہزار (۲۰۰۰) روپیہ خرچ ہو گا جن کا کرایہ علی الترتیب چھ روپے اور دس روپے ماہوار ہو گا اگر خرچ کم یا زیادہ ہوا تو اسی نسبت سے کرایہ بھی کم یا زیادہ ہو گا۔ جو احباب چاہیں اُن کو یہ بھی اختیار ہو گا کہ دو یا تین دوست ملکر ایک کمرہ بنوا دیں۔ چونکہ یہ انجمن ایک رجسٹرڈ انجمن ہے اس لئے ہر قسم کا باقاعدہ معاہدہ ایسے معاملات میں کر سکتی ہے۔ اور جو احباب اس طرح روپیہ صرف کریں گے ان کو علاوہ منفعت حاصل ہونے کے یہ بھی فائدہ ہو گا کہ ایک دینی کام میں مدد ہو گی اور وہ مستحق ثواب ہوں گے اور اُن کا روپیہ ایک اطمینان کی جگہ جمع بھی برقرار رہے گا۔ جس کو انشاء اللہ تعالیٰ کسی قسم کا خطرہ نہیں۔ جو احباب ایسے طور پر اپنے سرمایہ کو لگانا چاہیں وہ راقم سے خط و کتابت کریں اور اگر کوئی شرائط اپنی طرف سے پیش کرنا چاہیں تو وہ بھی تحریر فرماویں مجلس ایسی شرائط پر ہر طرح سے غور کرنے کو اور اس تجویز سے فائدہ اٹھانے اور اپنے احباب کو فائدہ پہنچانے کو تیار ہے۔

اس تحریک سے پہلے بعض دوستوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ جماعت غریب اور کمزور ہے اس لئے زیادہ روپیہ کی تحریک نہیں ہونی چاہئے۔ اور دوسری طرف قحط بھی ہے۔ میں نے اس تحریک کے کرنے میں ان دونوں باتوں کو مدنظر رکھ لیا ہے۔ اس لئے ایک طرف اس بات کو مدنظر رکھکر کہ جن احباب کی معاش زمیندارہ پر ہے وہ شاید فی الفور کچھ نہ دے سکیں۔

یہ تجویز کی ہے کہ ادائگی اقساط سے ہو جائے تو کوئی حرج نہیں اور جون تک بہرحال فصل نکل آئے گی۔ دوسری طرف جماعت کی عام غربت اور مالی کمزوری کو مدنظر رکھکر یہ تجویز پیش کی ہے کہ تھوڑی آمدنی والوں سے صرف ماہوار آمد کی ایک تہائی لی جاوے جو سال کی آمد کا تقریباً چالیسواں حصہ ہوتی ہے۔ اور یہ بوجھ ایک ایسی قوم کے لئے جس نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہے کچھ زیادہ نہیں ہے مثلاً ایک شخص اگر تیس روپیہ ماہوار آمد رکھتا ہے تو اس نے صرف دس روپے ادا کرنے ہیں اور وہ بھی اسے اختیار ہے کہ دو یا تین ماہوار قسطوں میں ادا کردے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ کوئی شخص بلا تکلیف اُٹھانے کے یہ کام کر سکتا ہے۔ مگر کیا آپ لوگ خیال کرتے ہیں کہ دین کے کام بغیر تکلیف اُٹھانے کے ہو جایا کرتے ہیں جس دین نے کامیابی حاصل کی ہے وہ اپنے پیرووں کی تکالیف سے حاصل کی ہے۔ کیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے دین کی راہ میں اپنے پیارے وطن اور گھر نہیں چھوڑ دیئے تھے؟ املاک اور جائداد کو الوداع نہیں کہا تھا؟ دوستوں اور رشتہ داروں سے الگ نہیں ہو گئے تھے؟ اور سب سے بڑھکر اپنی جانیں اس راہ میں قربان نہیں کر دی تھیں؟ پھر کیا ایک قوم کے لئے جو آخرین منہم کا مصداق اپنے آپ کو یقین کرتی ہے یہ شرم کا مقام نہ ہوگا کہ ادنیٰ سی مالی خدمت سے بھی جھجکے؟ جس طرح اللہ تعالیٰ کا صحابہؓ سے وعدہ تھا کہ میں تم کو غالب کرونگا اسی طرح یہاں بھی وعدہ ہے کہ جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ پس جس طرح اُن مقدسوں نے دین کی راہ میں تکالیف اُٹھائیں تاکہ خدا کا وعدہ پورا ہو گیا اسی طرح اس قوم کو تکالیف اُٹھانی ضروری نہیں ہیں اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کو پورا کرے؟ اس میں شک نہیں کہ تلوار کے جہاد کو موقوف کیا گیا ہے مگر محض جہاد جو دین کی راہ میں کوشش کا نام ہے قیامت تک رہے گا۔ کیا یہ افسوس کا مقام نہیں ہوگا کہ دوسری قومیں تو دنیا کے لئے بڑے بڑے جہاد کریں اور ہماری قوم دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے بعد دین میں اس قدر کوشش بھی نہ کرے؟ میرے دوستو! اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کا دین لوگوں کی دنیا پر غالب آوے تو اپنے دین کے لئے اس سے بڑھکر کوشش کرو جس قدر لوگ دنیا کے لئے کر رہے ہیں۔ آپ تھوڑے ہیں اور کمزور ہیں مگر خدا کا وعدہ ہے کہ وہ آپ کی تھوڑی ہی کوشش میں اس قدر برکت ڈالیگا کہ آپ کے دین کو دنیا پر پھیلا دیگا۔ مگر آخر وہ تھوڑی کوشش بھی تو ہونی چاہئے۔

میں نے جو مطالبہ آپ سے کیا ہے یہ کہنے کے لئے تیار ہوں کہ وہ کچھ بھی نہیں اور شاید اللہ تعالیٰ کے علم میں ایسا وقت بھی ہو جب آپ سے اس سے بڑھ چڑھکر مطالبے کئے جاویں کیونکہ دین کا پھیلنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ مگر یہ تھوڑی خدمت آپ کو بڑی بڑی خدمات کے لئے تیار کردے گی۔ ایک مہینہ کی آمدنی کا تیسرا یا نصف حصہ۔ وہ بھی اقساط سے۔ کیا چیز ہے؟ کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کا گذارہ اس طرح نہیں چلیگا؟ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ بالکل غلط ہے۔ بہت سی مصیبتیں خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی ہیں اور انسان ان کو چارو ناچار طوعاً وکرہاً برداشت کرتا ہی ہے۔ قحط پڑتا ہے۔ بیماریاں آتی ہیں انسان مقدموں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ان سب حالات کے نیچے آخر گذارہ چلتا ہی ہے۔ پھر اگر تھوڑی سی مصیبت کو خدا کے لئے اپنے اوپر آپ وارد کر لیا جاوے تو کونسی مشکل ہے؟ ہاں اگر مشکل ہے تو اس بات کا سمجھ میں آنا مشکل ہے کہ خدا کے لئے کوئی کام کس طرح کیا جا سکتا ہے سو خدا کے فضل سے میں کہہ سکتا ہوں کہ احمدی قوم نے اس کو سمجھ لیا ہے۔ اور مجھے اس بات پر زور دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ صرف میں اتنا عرض کرونگا کہ جب خدا کی بھیجی ہوئی ہزارہا تکالیف انسان کو برداشت کرنی پڑتی ہیں اور جو انسان انکو صبر سے برداشت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے اور علیہم صلوات من ربهم ورحمۃ کا وعدہ دیتا ہے تو یہ کس قدر اس کی خوشنودی کا موجب ہوگا کہ ایک اسکا بندہ اسپر ایمان رکھتا ہوا اور اُس کے وعدوں کو سچا جانتا ہوا ایک تکلیف کو اپنے اوپر محض اس لئے وارد کرے کہ وہ اسی کی راہ میں ہے۔ یہی فعل تو صحابہؓ کا تھا جس پر انکو رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کی پاک سند عطا ہوئی ورنہ کیا لڑائیوں میں ہزاروں انسان مارے نہیں جاتے؟ گھروں سے نکالے نہیں جاتے؟ ایک دوسرے کے ہاتھ سے دکھ اور ایذائیں نہیں اُٹھاتے؟ یہ سب کچھ ہوتا ہے۔ مگر خوش قسمت ہے وہ جو خدا کی راہ میں خود تکالیف کو برداشت کرے اور محض اس لئے کہ خدا کا جلال دنیا پر ظاہر ہو۔ دیکھو بعض وقت انسان محض اپنی خوشی کیلئے بھی یا اپنے چند دوستوں کی خوشی کے لئے بہت سا روپیہ خرچ کر دیتا ہے جیسے بیاہ شادی یا اور خوشی کے موقعوں پر پھر کیا خدا کی خوشنودی کیلئے یہ تھوڑا سا مال خرچ کرنے میں دریغ کروگے؟ میں ہرگز ایسا خیال نہیں کرتا۔ انسان اپنی دنیا کے لئے اپنی اولاد کیلئے اپنے رشتہ داروں کے لئے کچھ نہ کچھ بچاتا ہے پس کیا تم اپنی عاقبت کیلئے ایک چھوٹی سی رقم بچانے کے لئے تیار نہ ہوگے؟ میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ سب لوگ تیار ہوں گے اور اس کام کو اولوالعزمی اور ہمت سے کر دکھائینگے۔ انسان اپنی رہائش کیلئے یا اپنی بیوی اور اولاد کی آسائش کے لئے کتنا روپیہ مکانوں پر خرچ کر دیتا ہے اور پاس نہو تو قرض لیکر بھی خرچ کر دیتا ہے بلکہ بعض وقت اپنے آپ کو مضطر قرار دیکر سود پر روپیہ لیکر بھی خرچ کر دیتا ہے۔ مگر میں پوچھتا ہوں کہ کیا دین کے لئے ابھی مضطر ہونے کا وقت نہیں آیا؟ اور اگر یہ وقت امامؑ کی موجودگی میں نہ آیا تو کب آئیگا؟ میں نہیں کہتا کہ تم اس قدر مضطر ہو جاؤ کہ سود پر روپیہ لیکر دو مگر یہ ضرور کہونگا کہ اس قدر مضطر ہونا ضروری ہے کہ اپنے اوپر تھوڑی سی تکلیف وارد کر کے اور اپنی آمد میں سے ایک حصہ بچا کر خدا کی راہ میں کچھ دیں۔

ایک بات میں اور کہنی چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ شاید کسی دوست کے دل میں یہ خیال آوے کہ مدرسہ کی عمارت کا بنوانا کوئی دینی امر نہیں سو اے میرے دوستو! اس بات کو یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ جس طرح چاہتا ہے اپنے دین کی اشاعت کے ذریعے پیدا کر دیتا ہے۔ ہمارا مدرسہ ایک ایسی چیز ہے جس کی تحریک خود بخود ہمارے پاک امامؑ کے دل میں پیدا ہوئی اور آپ ہی نے اس مدرسہ کو اپنے سلسلہ کی ایک بڑی بھاری اور ضروری شاخ قرار دیا۔ اس سے بڑھکر آپ لوگوں کو کسی دلیل کی حاجت نہیں ہو سکتی کہ واقعی جو کچھ مدرسہ پر خرچ ہو رہا ہے یا ہوگا یہ بھی منشائے الٰہی اسی کے دین کی اشاعت کے لئے ہے۔ خدا نے اس وقت انہی ذرایع کو پسند کیا ہے۔ سو من انصاری الی اللہ کی ندا کے جواب میں تم ان راہوں میں مدد کرتے جاؤ جو خدا کے مامور نے تمہارے لئے تجویز کی ہیں اور اس بات پر یقین رکھو کہ یہی ذرایع اس سلسلہ کے پھیلنے کے ہو جاوینگے۔ علاوہ بریں ہر ایک دانشمند اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ بڑی چیز جو انسان کی زندگی پر اثر ڈالنے والی ہے وہ اس کی ابتدائی تربیت ہے پس یہ مدرسہ جو تمہارے بچوں کو دین اور دنیا دونوں کے لئے تیار کرتا ہے اس سلسلہ کیلئے اسکا قیام اور اس کی ترقی نہایت ضروری امور ہو گئے ہیں۔ توسیع مکان کی ضرورت کو اب سب صاحبان محسوس کر چکے ہیں اور خود وحی الٰہی وسع مکانک بھی اسی کی متقاضی ہے۔ مدرسہ کے باہر بن جانے سے موجودہ مکان مدرسہ مہمانوں کی ضروریات کیلئے فارغ ہو جائیگا اور میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ منتظمین نے ہر طرح سے سخت ضرورت کو محسوس کر کے آخر یہ اپیل آپ صاحبان کی خدمت میں پیش کی ہے۔

بالآخر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں کہیں یہ درخواست انجمنوں کی خدمت میں پہنچے وہاں ذمہ وار عہدہ داران فی الفور نہایت ضروری طور پر اپنی اپنی انجمنوں کو ایسے وقت اور موقعہ پر جمع کریں جہاں حتی الوسع سب احباب شامل ہو سکیں اور خاص طور پر سب احباب کی خدمت میں شمولیت کیلئے عرض کریں اور اس تجویز کو پڑھکر سنا دیں اور اولوالعزم احباب خود بھی تحریک کریں اور نمونہ قائم کریں تا کہ دوسرے احباب میں بھی دین کیلئے وہی ہمت اور جوش پیدا ہو۔ اور اسکام کو اسقدر جلد کیا جاوے اور پابندی سے کریں اور آخر تک نباہیں کہ دوبارہ یاددہانی کی ضرورت نہ ہو۔ جہاں انجمنیں نہ ہوں وہاں جس دوست کی خدمت میں یہ تحریک پہنچے وہ دوسرے دوستوں کو اکٹھا کریں اور ان تجاویز کو عمل میں لانے کی کوشش کریں۔ سب انجمنیں اور دوست خوب غور کریں اور جو تجاویز انکی رائے میں اس رقم کے فراہم کرنیکے لئے ضروری ہوں اُن پر عمل کریں اور اگر کوئی نئی تجویز کسی انجمن یا کسی دوست کی رائے میں مفید ہو تو اس سے خاکسار راقم کو بھی مطلع کریں تا کہ اسکا عام اعلان کر کے دیگر احباب اور انجمنوں کو بھی اطلاع دیجاوے۔

میں مکرر عرض کرتا ہوں کہ وقت بہت تھوڑا ہے اسکام کو بہت جلدی شروع کیا جاوے اور کوشش کیجاوے کہ آخر فروری یا شروع مارچ میں پہلی قسط چندہ کی جناب صدر انجمن احمدیہ کے نام پہنچ جاوے۔ میری یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کے مخلصین کے دلوں میں وہ سچا جوش اور ہمدردی پیدا کرے جو برکت کا موجب ہو اور اُن کے دلوں میں اس بات کو ڈالے کہ سلسلہ کو جو تکلیف ہے وہ اسی طرح رفع ہو سکتی ہے کہ اس سلسلہ کے افراد اس تکلیف

سالانہ رپورٹ پر ریمارک

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مختلف صیغون کی جو سالانہ رپورٹ کانفرنس انجمنہائے احمدیہ مین پیش کی گئی تہی۔ اگرچہ وہ تمام و کمال میرے سامنے نہین ہے تاہم مین نے اس کے بعض ضروری حصون پر جو نوٹ لئے تھے۔ یا جن پر مجھے اس موقعہ پر ریمارک کرنا ہے سو وہ میرے سامنے ہین۔

سب سے پہلے مین جس امر پر روشنی ڈالنا چاہتا ہون اور جس کو مین سب سے زیادہ اہم قرار دیتا ہون وہ اشاعت اسلام کا صیغہ ہے اشاعت اسلام ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی غرض و غایت ہے اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے حضرت کے حکم سے انگریزی میگزین جاری کیا گیا۔ اور یورپ اور امریکہ اور دوسرے ممالک مین اسکی کتنی ہی کاپیان مفت جاتی رہی ہین۔ اور اگر رپورٹ کا یہ حصہ مکمل ہوتا تو معلوم ہو سکتا کہ اشاعت اسلام کے اس شعبہ مین کسقدر کام ہوا ہے۔ اور ممالک غیر مین اس کے کیسے قابل قدر نتایج پیدا ہوئے ہین۔ بہر حال جس بات پر ہمارے ناظرین کو زیادہ توجہ کرنی چاہیے۔ وہ یہ ہے کہ سال گذشتہ یعنی ۱۹۰۷ء مین ممالک غیر مین ۱۹۰۶ء کے مقابلہ مین

۱۰۸ رسالے

کم بہیجے گئے۔

ناظرین کو معلوم ہے کہ جب مولوی انشاء اللہ خان نے رسالہ ریویو کے متعلق اشاعت اسلام کی مد مین تحریک کرنا چاہی تہی۔ اور جب ہماری پیش کردہ شرایط پر وہ اس امر پر مجبور ہوے۔ کہ وہ اپنی تحریک کو بند کرین اسوقت قوم کو توجہ دلانے پر قوم نے اپنی عملی حالت سے ظاہر کر دیا تہا کہ وہ اس مقصد کے لئے کسی غیر کی دست نگر نہین ہونا چاہتی اور اسکی حمیت اور غیرت تقاضا کرتی ہے کہ

اشاعت اسلام

کے کام مین جہان تک ممکن ہو مالی ایثار سے کام لے۔ مگر ۱۹۰۷ء مین انجمن کا اس قابل ہونا کہ وہ ۱۹۰۶ء کے مقابلہ مین ولایت مین ۱۰۸ رسالے کم بہیجے اس قوم کے لئے موجب افسوس ہے۔ اس لئے اس کمی کی تلافی ۱۹۰۸ء مین ہو جانی چاہیے اور زر اعانت اسقدر آجانا چاہیے کہ نہ ۱۹۰۷ء کے ۱۰۸ کم شدہ رسالے ولایت مین بہیجے جاسکین۔ بلکہ کم از کم

۲۵۰ رسالے زاید

بہی بہیجے جائین اس مقصد کے لئے قریباً ۱۸۰۰ روپیہ مطلوب ہوگا۔ یہ روپیہ اس زر اعانت سے سوا ہوگا جو اسوقت ان رسالون کی اشاعت مین خرچ ہو رہا ہے۔

مین یہ یقین دلاتا ہون کہ مینیجر صاحب میگزین جناب مولوی محمد علی صاحب نہایت کفایت اور پوری احتیاط سے اس روپیہ کو خرچ کرتے ہین اور مجلس کی منظوری کے ماتحت خرچ کرتے ہین۔ اس بیان سے میری یہ غرض ہے۔ کہ وہ رسالجات بغرض اشاعت ایسی جگہ بہیجتے ہین۔ جہان وہ بہت مفید اور موثر ثابت ہون۔ چنانچہ پچھلے سال انہون نے رسالجات کو ایسے مقامات پر بہیجا جہان انکو ایک سے زیادہ پڑہنے والون نے دلچسپی ظاہر کی اور آئندہ اس کے پڑہنے کے لئے خوشی کا اظہار کیا۔ وہان اس کا بہیجا جانا مناسب سمجہا۔ اور یہ سلسلہ بہت مفید ثابت ہوا ہے مگر افسوس ہے کہ قوم نے اسکی طرف پوری توجہ نہین کی اس لئے مجھے امید کرنی چاہیے کہ قوم اس کمی کی اس سال

تلافی کریگی

اور بتادیگی کہ اسے اشاعت اسلام کے لئے کسقدر جوش اور شوق دیا گیا ہے **یکسر الصلیب** کے لئے جو حربہ خداتعالے نے طیار کیا ہے۔ اس کے چلانے کا فخر میگزین کو ہے۔ اور عیسویت کی شکست کا اصل محل اور مقام

یورپ و امریکہ

ہے۔ جہان سے کروڑون روپیہ اس باطل اشاعت کے لئے آتا ہے پس اگر وہان عیسویت کی اصل تصویر دکہائی جاوے اور اسکے ساتہہ ہی اسلام کا خوشنما اور مقدس چہرہ دکہایا جاوے تو خداتعالے کے فضل و کرم سے پوری امید ہے کہ وہ پیشگوئی بڑی شوکت اور جلال سے پوری ہوتی نظر آئیگی جو **افتاب کے مغرب سے طلوع ہونے** کے متعلق ہے۔ نت نئے دن ہمین اس امر کا منتظر نہین رہنا چاہیے کہ قومی ضروریات کی تکمیل اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مقاصد کے پورا کرنے کے لئے

دست سوال

قوم کے سامنے دراز ہوتا رہے قوم کے دل مین قومی ضروریات کے لئے ایسا جوش اور ایسی تڑپ ہونی چاہیے کہ

وہ اسے سنتے ضروریات مین داخل کرے

جب تک یہ بات نہ ہو **دوری منزل** کا خیال ساتہہ ہی رہیگا۔ اور آئے دن اپیل کرتے رہنا نامناسب امر معلوم ہوتا ہے کیون قوم ان لوگون کے **اوقات** کو دوسرے کامون کی طرف متوجہ نہین ہونے دیتی جو اسکی خدمتگذار ہین جنکے سامنے قومی خدمات کا ابہی بہت بڑا میدان واقع ہے۔ بہر حال اشاعت اسلام حضرت حجۃ اللہ کی زندگی اور بعثت کی اصل غرض ہے اور اس کے لئے

ممالک غیر مین اشاعت میگزین

ایک حربہ ہے۔ اسکے لئے بیش از پیش ہمین تیار ہونا چاہیے میگزین کی اشاعت ممالک غیر مین نہایت ہی ضروری مقصد ہمارا ہونا چاہیے۔ مین الحکم کے خریدارون کی خدمت مین یہ التماس کرسکتا ہون اور اس التماس کرنے مین مین اپنے سینہ کو دیکہتا ہون۔ کہ وہ خدا کے فضل سے کہلا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص ممالک غیر کے اشاعت کے لئے صرف اس طریق سے موقع پا سکتا ہے کہ وہ الحکم بند کردے تو مین بڑی خوشی سے اسے اجازت دیتا ہون۔ نہایت اہم ضرورت کے لئے چہوٹی ضرورتون کا کچل دینا کوئی بڑی بات نہین۔ بڑون کے لئے چہوٹون کی قربانی لازمی امر ہے مگر ممالک غیر مین اشاعت کا سلسلہ وسیع ہونا چاہیے۔ جس طرح ممکن ہو اسے بڑہاؤ۔ ہان یہ سچ ہے اس نیکی اور سابق بالخیرات ہونے مین فضیلت ہے۔ جہان کسی ایک نیکی کو چہوڑ کر دوسری نیکی کی جاوے یعنی ساری نیکیون کو اختیار کیا جاوے۔ ممالک غیر مین اشاعت کے سوال کی اہمیت اس بات سے بہی ظاہر ہے کہ میگزین کے چندہ کو حضرت اقدس نے نہایت ضروری اور اہم قرار دیا ہے۔ بہر حال کم از کم دو ہزار روپیہ اس سال اعانت میگزین مین آجانا چاہیے۔ اگر چالیس انجمنین پچاس پچاس روپیہ بہی بہیجدین تو یہ رقم پوری ہو سکتی ہے۔ میگزین کی رپورٹ کے صیغہ مین اور ایک حصہ بہی قابل افسوس ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ اردو میگزین کی خریداری مین ۱۹۰۷ء مین معتد بہ کمی ہو گئی بجائے اس کے کہ اس سال رسالہ تین ہزار تک پہنچ جاتا۔ اسکی تعداد اشاعت مین پہلے سے بہی تین سو کے قریب کمی ہو گئی۔ اردو رسالہ کا اجرا محض انگریزی رسالہ کی اعانت کے لئے ہے اور حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام نے خواہش فرمائی ہے۔ کہ کم از کم دس ہزار تو شایع ہو۔ اس لئے اس اشاعت تک رسالہ کو پہنچانا نہایت ہی ضروری امر ہے۔ اگر اردو رسالہ کی اشاعت اس حد تک پہنچ جاوے تو انگریزی رسالہ کے ممالک غیر مین بہیجنے کے لئے ایک معقول رقم ہاتہہ آسکتی ہے۔ رپورٹ کے موقعہ پر جب اس کمی اشاعت کا ذکر حضرت حکیم الامت نے اپنی تقریر مین کیا۔ تو اس سے متاثر ہو کر ایک نہایت مخلص اور پرجوش احمدی **چودہری سرفراز خان** صاحب رئیس بدوملی نے کچہ روپیہ اپنی گرہ سے دیا کہ اس کمی کو پورا کیا جاوے ہر چند اسکی تعداد بہت ہی قلیل ہو۔ مگر یہ نظیر ایک عمدہ نظیر اور قابل تقلید نظیر ہے۔ اس موقع پر تہوڑی سی رقم اس مقصد کے لئے جمع ہو گئی تہی۔ لیکن اگر یہ سمجہا جاوے کہ میگزین کی اشاعت کو دس ہزار تک پہنچانا ہمارا فرض ہے۔ اور فرض کا ادا کرنا ان لوگون کے ذمہ بہی ہے جو لکہے پڑہے نہین ہین تو یہ دقت اٹھ جاتی ہے اور بہت ہی جلد یہ تعداد جسکی لئے حضرت اقدس نے اپنا منشا ظاہر کیا تہا۔ پوری ہو سکتی ہے۔ ہان یہ بہی ضروری ہے۔ کہ ہم ان تجاویز پر غور کرلین جو رسالہ کی کثرت اشاعت کا موجب ہو سکین۔

باقی آیندہ

اطلاع۔ ۱۳ اور ۲۶ فروری کا اخبار مشین کے بعض اسباب کی درستی کی وجہہ سے اکہٹا ہی شایع ہوتا ہے۔

ایڈیٹر

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

بے پردہ کنیا کی ضرورت

ست دھرم پرچارک میں لالہ منشی رام نے ایک بی اے کی شادی کے لئے اعلان کیا ہے اس کے لئے جن صفات سے موصوف لڑکی کی ضرورت ہے ان میں سے ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ **قید پردہ سے آزاد ہو**۔ یہ اشتہار آریہ سماج کی مجلسی ترقی کا نتیجہ ہے کئی سال گذرے میانمیر کے لالہ کالو رام نے نیوگ کرنے کا اشتہار دیا تھا اب لالہ منشی رام جی نے پردہ سے بیزار لڑکی اپنے کسی دوست بی۔ اے کے لئے تلاش کرنی چاہی ہے دوسرے الفاظ میں اس کے یہ معنے سمجھنے چاہئیں کہ کوئی آریہ دھرم سے پیار کرنیوالی ایسی کنیا ہو جو ٹھنڈی سڑک پر سیر کرنے کو جاسکے اور ہر قسم کے کھیل تماشوں میں شریک ہوسکے۔ گویا پورے طور پر مردوں کے دوش بدوش چلے اور غیروں سے ملنے ملانے میں کوئی حجاب نہ ہو۔ کسی شریف ماں باپ کی ایسی آزاد لڑکی تو ملنی مشکل ہوگی لیکن اگر لالہ جی لڑکیوں کے لئے کوئی گروکل کھولدیں تو وہاں سے ایسی لڑکیاں نکل آئیں تو تعجب نہیں بہر حال لالہ منشی رام کی ہمت کی تعریف کرنی چاہیئے کہ وہ جس بات کو پسند کرتا ہے اس کے اعلان اور اظہار میں مضائقہ نہیں کرتا۔ ترقی کی اس روش میں دیکھنا چاہیئے کہ اب نیوگ کے اعلان بھی باضابطہ ہونے لگیں گے آریوں کو مُبارک ہو+

انجمن حمایت اسلام لاہور

انجمن میں جو پھوٹ پڑ رہی ہے اس کا نتیجہ کسی صورت میں بھی مفید اور مبارک نہیں ہوگا۔ مَیں نے کسی گذشتہ اشاعت میں ناپسند کیا تھا کہ یہ ضد اور خود غرضی کا سلسلہ وسیع ہو۔ اب انجمن کے کاموں پر معقول نکتہ چینی شروع ہوئی ہے اور براہین توبہ کے ساتھ اس کے حسابات پر جرح ہو رہی ہے جس سے یہ لازمی امر ہے کہ مسلمانوں کو انجمن کے مالی صیغہ کے متعلق بدگمانی پیدا ہو۔ انجمن کے پاس پبلک کا روپیہ ہے اور اس روپیہ کا حساب دینا انجمن کا فرض ہے۔ انجمن کے تازہ رسالہ ماہ جنوری ۱۹۰۸ء میں ایک اور بے وقوفی کا اعلان کیا گیا ہے۔ جس کو پڑھکر معلوم ہوتا ہے کہ شاید انجمن والے لوگوں کو بالکل بے وقوف ہی یقین کرتے ہیں چنانچہ صفحہ ۶ پر یہ سطریں قابل غور ہیں :-

"انجمن کے کاموں میں گہری دلچسپی لینے والے قومی ہمدردان اور ایڈیٹران اخبارات کی خدمت میں بھی ادب سے گذارش ہے کہ وہ پہلے سب مِلکر اس انجمن کی ضروریات کے بہم پہنچانے کا بندوبست فرماویں اسکے بعد اُسکے نقایص رفع کرنے پر آمادہ ہوں کیونکہ اس قومی کام کا پورے اطمینان سے چلانا اسی وقت ممکن ہے جبکہ اس کے سرمایہ کا مستقل اور مستحکم طور پر بندوبست ہو جاوےگا۔"

کیا اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ انجمن یہ چاہتی ہے کہ اسے بے حساب روپیہ دیا جاوے۔ انجمن کو تو چاہیئے کہ اس سے پہلے کہ وہ روپیہ کے لئے اپیل کرے اور ان نقصوں کو دور کرے جن کی وجہ سے کسی کو روپیہ دینے میں مضائقہ ہو۔ انجمن کے کارکن اگر اس کے خیر خواہ ہیں تو ان نقایص کو فوراً دور کردیں جن کی طرف انھیں اخبارات کے ذریعہ متوجہ کیا جارہا ہے۔ ابھی یہ پھوڑا ایک رہا ہے ایسا نہ ہو کہ یہ ناسور بن کر بہنے لگے اور انجمن کے جسم کو سخت نقصان پہنچے۔

من از ہمدردی ات گفتم تو ہم خود فکر کن بارے
خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہوشیار ے

جدید قانون مطابع

شوریدہ سر اخبارات کی مغویانہ تحریروں نے گورنمنٹ کو متوجہ کیا ہے کہ گورنمنٹ کسی جدید قانون مطابع کے ذریعہ اس طوفان بے تمیزی کا تدارک کرے کہا جاتا ہے یہ قانون گورنمنٹ کے سامنے ہے غور طلب باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اخبارات کے ایڈیٹر مجسٹریٹ کے روبرو ایک خاص فارم پر دستخط کرنے اور اس کے ساتھ ہی ایک معقول ضمانت دینے پر مجبور کئے جائینگے اس تجویز کا منشا ان آدمیوں کے روکنے کا ہے جو اخبار کی سٹیج پر کٹھ پتلیوں کی طرح نظر آتے ہیں حالانکہ تماشا کرنے والے پردہ کی آڑ میں ہوتے ہیں۔ یہ تجویز بھی درپیش ہے کہ پولیس کو اختیار دیا جائے کہ وہ اُن چھاپہ خانوں کو ضبط کرے جو باغیانہ مضمون کی اشاعت کریں۔ حکام کا خیال ہے کہ جب تک پولیس کو اس قسم کے اختیارات نہیں دیئے جائینگے باغیانہ مضامین کے تدارک کی کوششیں فضول ہوں گی۔

ابھی تک اس قانون کے متعلق کوئی رائے زنی نہیں ہوسکتی مگر اس میں کوئی کلام نہیں کہ اگر اہل مطابع اور اخبارات پر کوئی سختی ہوئی۔ تو اس کے ذمہ وار اور جوابدہ ہمارے وہ ہم عصر ہیں جن کی شوریدہ سری اور خود پسندی دوسروں کے لئے بھی مصیبت اور آفت کا موجب ہوئی۔ قومی خدمت اور ملک کی نفع رسانی مغویانہ تحریروں میں سمجھنا سراسر حماقت اور قومی نکبت کی دلیل ہے۔ جس مُلک کی بھلائی خود غرضی اور محسن کشی میں سمجھی جاوے اس سے بڑھکر بدنصیب کون سا ملک ہوسکتا ہے۔

اس میں کوئی کلام نہیں کہ ملک میں **مغویانہ لٹریچر** کو روکنے کی ازبس ضرورت ہے مگر اس کے لئے شاید ایسا سنگین اور شدید قانون بیدلی پھیلانے والا ہو۔ مَیں مُحترز ہمعصر زمیندار کے ساتھ متفق ہوں کہ یہ کام خود پریس ہی کے ذمہ رکھا جاوے اور ہر ایک صوبہ کی پریس ایسوسی ایشن قائم ہو کر ان باتوں کا تدارک کرے۔

بہر حال ہم کسی کا کیوں شکوہ کریں پریس پر یہ مصیبت خود پریس کی پیدا کردہ ہے۔ تاہم گورنمنٹ کے انصاف سے امید ہے کہ وہ اس امر کو بخوبی دیکھ لیگی کہ جو اخبارات ملکی مضامین پر توجہ ہی نہیں کرتے بلکہ وہ قومی یا مذہبی اصلاح کے مشن کو لیکر جاری ہوئے ہیں اُن کے ساتھ خاص مراعات کیجاویں۔ یہ طریق بھی ملک کے پریس میں موجب اصلاح ہوگا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ

رموز مصلحت ملک خسرواں دانند

سالانہ کھیلوں کا مقابلہ

جنوری کی آخری تین تاریخوں میں ضلع گورداسپور کے مڈل سکولوں اور ہائی سکولوں کا کھیلوں کا مقابلہ ہوا۔ بابو سوہن لال ڈسٹرکٹ انسپکٹر گورداسپور بینجر تھے ہر چند انھوں نے اپنے فرض منصبی کو پوری قابلیت اور محنت سے ادا کیا تاہم بعض لوگوں کو انتظامی امور میں وجہ شکایت تھی۔ میرا اپنا خیال ہے کہ اس کی وجہ انکے لئے کافی مددگار نکا نہ ہونا ہو سکتی ہے تاہم وہ شکریہ کے مستحق ہیں کہ انھوں نے اپنے فرض کو خوبی سے ادا کیا۔ طالب علم اس آرام کو حاصل کرنا چاہتے تھے جو اُنھیں بٹالہ میں ہیڈ ماسٹر ایم۔ بی سکول کی توجہ سے ملا تھا۔ اور جس کی قدر اس سال معلوم ہوئی۔ بہر حال کھیلوں کے اس مقابلہ میں گورداسپور ہائی سکول کی ٹیم کرکٹ میں اور قادیان تعلیم الاسلام ہائی سکول کی ٹیم نے فُٹ بال میں کُل ضلع کے ہائی سکولوں کو جیتا۔ اور انعام حاصل کیا۔ مجھے یہ بھی افسوس سے ظاہر کرنا پڑا کہ اس مرتبہ جبکہ گورداسپور کی ٹیم بری طرح فٹ بال میں ہار گئی تو اُس نے اپنے طرز سلوک کا ایسا پہلو بدلا جو قابل اعتراض تھا اور قریب تھا جو فتحیاب پارٹی پر حملہ ہو مگر انسانیت اور اخلاق کے بہترین تربیت یافتہ بچے تعلیم الاسلام کی عزت کو قائم رکھنے والوں نے اس سب وشتم کی بھی پرواہ نکی جو ان کو کیا گیا اور پورے حوصلہ اور استقلال کیساتھ اس صبر اور برداشت کا ثبوت دیا جو اُنھیں سکھایا جاتا ہے مَیں اس مقابلہ میں بھی بٹالہ کے ہائی سکول کے طلبا کی اخلاق کی نسبتاً تعریف کرونگا صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے اپنے ہاتھ سے انعامات تقسیم فرمائے۔ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ایک چھوٹے سے بچے کو جو جمناسٹک بدن قابل انعام ثابت ہوا تھا دیکھکر ازبس محظوظ ہوئے۔ مناسب موقع شیخ علی احمد صاحب پلیڈر گورداسپور نے طالب علموں کو نصیحت کی اور بتایا کہ گورنمنٹ انگلشیہ کا شکر گذار ہونا چاہیئے جسنے تعلیم کے عام کرنے میں فیاضی سے کام لیا ہے اور جو ہماری جسمانی حالت اور صحت کی نگہداشت کے لئے کھیلوں اور ورزشوں کے صیغہ میں ہر طرح ہمارے حوصلے بڑھاتی ہے اور طالب علموں کو منع کیا کہ اُنھیں ایسے مجمعوں اور جلسوں سے بالکل الگ رہنا چاہیئے جو پولٹیکل ہوں کیونکہ پولٹیکل جلسوں کی شمولیت تعلیمی مقاصد سے الگ لیجانیوالی ہے یہ نصیحت بہت ہی قابل قدر تھی بعد میں صاحب ڈپٹی کمشنر کے نام پر خوشی کے چیرز دیئے گئے۔ اور جلسہ برخاست ہوا۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ ایسے جلسے طالب علموں میں اخلاق۔ ایثار اور خود ضبطی کا مادہ پیدا کرنیوالے ہونے چاہئیں اور اُستاد اس مقصد کو مدنظر رکھینگے۔ تجویز ہوا ہے کہ آئندہ سال بٹالہ میں یہ مقابلہ ہوگا اور فی الحقیقت بٹالہ اس مقصد کے لئے موزوں بھی ہے جہاں ۳ ہائی سکول ہیں اور قریباً مرکز میں واقع ہے۔ اس مقابلہ کو زیادہ مفید بنانے کی سعی کرنی چاہیئے تعلیم الاسلام سکول کے بچے جہاں اخلاق اور تربیت میں قابل تعریف

خبروں کا گلدستہ

(دُنیا ر اسلام کی خبریں)

حجاز میں ہیضہ پھوٹ پڑنے کی وجہ سے جو اشیاء حجاج وہاں سے اپنے ہمراہ لائینگے وہ قریب کے قرنطینہ میں تلف کر دی جائیں گی البتہ جو اشیاء ڈس انفیکٹ کرنے سے پاک ہو سکیں اُن سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا جائے گا ۔

مصر کے مجوزہ قومی کالج میں محکمہ اوقاف کی آمدنی سے ۵ ہزار پونڈ سالانہ کی امداد خدیو مصر نے منظور کی ہے ۔

حکومت سٹیڈنس نے ایک اعلیٰ افسر کو بدیں غرض مصر کو روانہ کیا ہے کہ وہاں کی زراعتی اور مالی حالت کی تحقیقات کرے اور واپس آکر اپنے تجربہ سے ملک کو مستفید کرے ۔

بلاد عثمانیہ میں شکرسازی کے کارخانے قائم کرنے کے لئے ایک کمپنی باب عالی سے اجازت طلب کر رہی ہے کہ ایسے کارخانے قائم ہونے کی صورت میں باہر سے شکر منگانے کی ضرورت نہیں رہے گی کیونکہ اس وقت ممالک خارجیہ سے ٹرکی میں قریباً ۲۰ لاکھ پونڈ کی شکر ہر سال آتی ہے ۔

باب عالی نے حکم دیا ہے کہ ایک لاکھ پونڈ کے گیہوں خرید کر کاشتکاروں میں تقسیم کئے جائیں اب تک ستر ہزار پونڈ اسپر خرچ ہو چکا ہے ۔

تین قبایل کے آدمیوں نے دار البیضاء (مراکو) کے شمال میں فرانسیسی فوج پر حملہ کیا مگر چار گھنٹہ کی جنگ کے بعد پسپا ہوئے فرانسیسی سپاہ کے چھ آدمی زخمی ہوئے ۔

تبریز کے پیغامات سے معلوم ہوتا ہے کہ ترکی سپاہ سالار نے شہزادہ فرمانفرما کو حکم دیا تھا کہ مقام سوج بلاک کو خالی کر دے کیونکہ یہ ترکی علاقہ ہے چنانچہ شاہزادہ کو مجبوراً وہ مقام خالی کرنا پڑا ۔ اور ترکی فوج بسرکردگی جنرل فرید پاشا جھنڈے لہراتی ہوئی داخل ہوئی ۔

متفرق خبریں

ٹرانسوالی ہندیوں کے متعلق ایک نقشہ شائع ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۰۰ ہندوستانی رعایا برطانیہ جیل خانہ میں ہیں ۱۲۰ کو ملک بدر ہونے کا نوٹس مل چکا ہے اور ۲۰ خلاف ورزیِ احکام کے لئے عنقریب عدالت میں پیش ہونے والے ہیں اہل چین سے تین جیل خانہ میں ہیں اور ۳۷ کو ملک سے نکل جانے کی اطلاع مل چکی ہے ۳ فروری تک ان سب کے جیلخانہ میں ہونے کی خبر ہے مزید گرفتاریاں عمل میں آنے کا اندیشہ ہے ان میں برٹش انڈین ایسوسی ایشن ۔ حمیدیہ اسلامک سوسائٹی اور چائینز ایسوسی ایشن کے تمام اہلکار شامل ہیں ۔

بقول نامہ نگار ڈیلی ٹیلیگراف تازہ خبر ہے کہ گورنمنٹ ٹرانسوال نے از سر نو اس مسئلہ پر غور کرنے کا ارادہ کر لیا ہے اور جدید قانون پر جو اعتراض کئے گئے ہیں اُن پر غور کرنے کے لئے سوپریم کورٹ کا ایک جج مقرر ہوگا اور اس قسم کا قانون وضع کیا جائے گا جو ہندوستانیوں کو ناگوار نہ ہو اس وقت تک موجودہ ایکٹ کا نفاذ ملتوی رہے گا ۔

حضور ملک معظم اور ملکہ محترمہ ماہ فروری میں ڈنمارک اور ناروے کی سیر کو تشریف لے جائیں گی ۔

سکھ ایجوکیشنل کانفرنس کا جلسہ گوجرانوالہ میں ۱۸ و ۱۹ ر اپریل کو قرار پایا ہے ۔

سرکاری دفاتر میں محرم کی تعطیلیں امسال ۱۰ تا ۱۲ فروری کی بجائے ۱۱ سے ۱۳ فروری تک ہوگی ۔

یکم مارچ ۱۹۰۸ء سے ریاست ہلکر کا سررشتہ ڈاک سرکاری محکمہ سے ملحق ہو جائے گا ۔

امرتسر اور سہارنپور کے درمیانی حصہ نارتھ ویسٹرن ریلوے پر گاڑیوں کی آمد ورفت میں سہولیت پیدا کرنے کے لئے اور اندیشہ تصادم کو رفع کرنے کی خاطر عنقریب بجلی کی پیٹنٹ تختیوں کا رواج ہونے والا ہے ان تختیوں کی مدد سے دو ٹرینوں کا ٹکرا جانا قریباً بالکل ناممکن ہے یہ آلہ ابھی ابھی ولایت میں ایجاد ہوا ہے اور ہندوستان کی دوسری ریلوں پر بھی تجربہ ہو رہا ہے ۔

لاہور کی موجودہ چند دو کانوں کے علاوہ پنجاب ہندو سبھا لاہور نے بھی غربا کو دس سیر فی روپیہ آٹا دینے کا انتظام کیا ہے ۔

انجمن حامی تعلیم صنعت و حرفت بنگال نے غیر ممالک میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے امسال قریباً ۸۰ طلباء کو بھیجنے کا ارادہ کیا ہے اُن میں سے ۳۴ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کو جائیں گے ۱۵ جاپان کو ۱۵ انگلستان کو اور ۵ سوٹزرلینڈ اور فرانس کو ۔

ابھی سر ڈینزل ایبٹسن غالباً اپریل تک اپنے عہدہ لفٹنٹ گورنری پنجاب کا چارج نہیں لے سکینگے اور بدستور جناب سر ڈاکر گارڈن کام کریں گے ۔

ہندوستان کے پریذیڈنسی بینکوں کی طرز پر گورنمنٹ بڑودہ بھی اپنی ریاست میں ایک عظیم الشان بینک قائم کرنے والی ہے ۔

لاہور میونسپلٹی اصلاح شہر کے لئے چودہ لاکھ روپیہ قرض لینا چاہتی ہے ۔

ضلع گورداسپور کے بیدار مغز ڈپٹی کمشنر میجر پی ٹامسن صاحب ریاست ہائے پھلکیاں کے پولیٹیکل ایجنٹ مقرر ہوئے ۔

اعتدال پسندوں کی نئی پولیسی نہایت خطرناک ہے وہی لیڈر جو پچھلے سال مسٹر مارلی وزیر ہند کے مفروضہ مظالم کا شور مچاتے تھے اب کہتے ہیں کہ ہم مسٹر مارلے کے جھنڈے کو اپنے سروں پر جگہ دیں گے ۔

کوپن ہیگن کی بین الاقوامی کانفرنس میں پنجاب کی طرف سے پنجاب یونیورسٹی کے رجسٹرار اور پرنسپل اورینٹل کالج لاہور بطور ڈیلی گیٹ جائینگے ۔

گورنمنٹ پنجاب نے حکم دیا ہے کہ سرہند بسی کی موجودہ موٹر ریلوے لائن کو بڑھا کر موری ڈنڈہ ضلع انبالہ تک توسیع دی جاوے اور چھ ماہ میں یہ لائن بالکل طیار ہو کر گاڑیوں کی آمد ورفت کے قابل ہو جاوے ۔

گورنمنٹ بنگال نے تیس روپیہ تک کی تنخواہ کے تمام سرکاری ملازموں کو ۳ ماہ مختتمہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۸ء تک غلہ کا الوئنس دینا منظور کیا ہے ۔

لاٹ صاحب صوبجات متحدہ کی صدارت میں قیام قحط فنڈ کے لئے جو جلسہ لکھنؤ میں ہوا اُس میں ہز ہائینس نواب صاحب رامپور نے ۲۰ ہزار دیا جلسہ میں کل چندہ کی تعداد ایک لاکھ چالیس ہزار تک پہنچ گئی ۔

ایوان تجارت بنگال نے ریلوے کے ادنیٰ درجہ کے ملازمین کو فرقوت ستانی کے متعلق ریلوے بورڈ کو توجہ دلائی ۔

کمیشن تقسیم اختیارات کے سامنے کلکتہ میں بعض سر برآوردہ اہل کانگرس کی بھی شہادت ہوگی تازہ خبر ہے کہ گورنمنٹ کے سکرٹریوں کی ماہ اپریل تک شہادت نہ ہوگی ۔

میمن سنگھ کے مجسٹریٹ نے تمام ضلع میں حکم نافذ کیا ہے کہ (۱) اگر کسی گاؤں میں کسی قسم کے مال و اسباب کی فروخت کے متعلق کوئی جھگڑا پیدا ہو یا (۲) کسی قسم کا پولیٹیکل جلوس بنایا جاوے یا (۳) کوئی شخص پولیٹیکل شورش یا فروخت مال و اسباب کے متعلق ممانعت کرنے کی غرض سے گاؤں میں آئے تو اس گاؤں کا نمبردار ایسے واقعہ کی نزدیک کے تھانہ یا عدالت میں اطلاع دے ۔

سوم گورکھا رائفلز کو ملک معظم نے کوئن الیگزینڈرا اون کے لقب سے نامزد کیا ۔

پشاور میں ایک خطرناک ڈاکہ پڑا ۔ ڈاکو مسلح تھے ۔

جی آئی پی ریلوے ورکشاپ کی ہڑتال کا خاتمہ ہوا ۔ انکے مطالبات منظور کئے گئے اور تکلیفات کو رفع کرنیکا وعدہ کیا گیا ۔

دارالامان کی خبریں

۱- اس ہفتہ میں اچھی بارش ہو گئی ہے جس سے فصلوں میں نشوونما پیدا ہو رہی ہے خدا کا فضل ہے ۔

۲- چیچک کی بیماری نے بچوں کو تکلیف میں ڈالا مگر خدا تعالیٰ کے محض فضل سے مہلک نہ تھی ۔

۳- ۳ فروری ۱۹۰۸ء کی شام کو حضرت مولوی غلام حسین صاحب لاہوری امام مسجد گمٹی کی لاش دار الامان میں پہنچی جسکو لاہور کی جماعت نے بڑے اکرام اور احتیاط کیساتھ یہاں پہنچایا ۔ ۴ فروری ۱۹۰۸ء کی صبح کو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولوی صاحب موصوف کا جنازہ پڑھا ۔ اور جنازہ کو کندھا دیا ۔ خوش نصیب مولوی غلام حسین صاحب کہ جن کو خدا کا برگزیدہ مامور اور مہدی اپنے کندھے پر اٹھاتا ہے اور اس کے لئے دیر تک نماز جنازہ میں دعا کرتا ہے ۔ مولوی صاحب موصوف مقبرہ بہشتی میں داخل ہوئے ۔ یہ پہلے بزرگ ہیں جو قادیان سے باہر فوت ہو کر دار الامان میں دفن ہوئے ۔ مولوی صاحب کی وفات کے متعلق ایک مختصر سا نوٹ دوسری جگہ درج ہے ۔

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپکر شائع ہوا